آج میں اپنے روحانی باپ کے سایہ شفقت سے محروم ہو گیا

تحریر:- مولانا عطاء اللہ طارق۔ گگومنڈی

رات اپنے کمرے میں محو مطالعہ تھا ـہ بر خودار علی حیدر نے آکر روح و سا خبر سنائی لہ حافظ عبدالقادر صاحب روپڑی انتقال کر گئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ خبر کیا تھی ایک بجلی تھی۔ جس نے اچانک گر کر سارے جسم کو مفلوج کر دیا' دل کی دھڑکن تیز ہو گئی اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور زبان سے بے ساختہ یہ الفاظ نکل پڑے کہ آج میں اپنے روحانی باپ کے سایہ شفقت سے محروم ہو گیا۔ چالیس سال قبل طالب علمی والا سارا دور میری آنکھوں کے سامنے سکرین کی طرح گھومنے لگا۔ والد صاحب کے روپڑی خاندان سے لگاؤ کی وجہ سے میں نے جامعہ اہلحدیث میں داخلہ لیا اور ابتدائی چند کتابیں بمع پانچ سپارے ترجمہ قرآن مجید حافظ صاحب سے پڑھیں۔ حافظ صاحب کا انداز مناظرانہ تھا۔ جہاں بھی کوئی مخالف فریق کا اعتراض ہوتا بڑی خوش اسلوبی سے حل فرماتے۔ تین سال مجھے مفتی زماں حضرت العلام حافظ عبداللہ صاحب محدث روپڑی خطیب ملک وملت حافظ اسماعیلؒ صاحب روپڑی اور سلطان المناظرین حافظ عبدالقادرؒ صاحب روپڑی کے مدرسہ میں رہنے کا موقعہ ملا۔ میری یہ خواہش تھی کہ میرا انداز بیاں بھی حضرت حافظ صاحب کی طرح ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے کامیابی بھی عطا فرمائی اور میں زمانہ طالب علمی میں ہی اس نہج پر چل نکلا۔ حالات کی نزاکت اور گردش زمانہ کی وجہ سے میں لاہور سے اوکاڑہ جامعہ محمدیہ میں آکر داخل ہو گیا۔ کیونکہ یہاں میرے شہر کے دو ساتھی قاری صدیق اور مولانا احمد علی سیف پڑھتے تھے۔ حافظ صاحب نے جب کبھی اوکاڑہ یا اس کے گردو نواح تقریر کے لئے آنا تو میں اور سیف صاحب نے ضرور ملاقات کے لئے جانا۔ حافظ صاحب عموماً حاجی اللہ دتہ اور حاجی عمر دین کے ہاں ٹھہرا کرتے تھے۔ کیونکہ یہ دونوں بھائی علماء کے بہت قدر دان تھے۔ سند فراغت کے بعد میں حافظ صاحب کے پاس بحیثیت ناظم تبلیغ کام کرنے لگا۔ حافظ صاحب کبھی کبھار مجھے اپنے ساتھ جلسوں پر لے جاتے اور اپنے خطاب سے پہلے مجھے تقریر کا ٹائم دیتے۔ میں پھولا نہ سماتا تھا۔ ویسے بھی میری خواہش ہوتی تھی کہ حافظ صاحب کی موجودگی میں مجھے اسٹیج پر چند الفاظ کہنے کا موقع مل جائے تاکہ میری اصلاح ہو جائے۔ حافظ صاحب مجھے بیٹوں کی طرح سمجھتے اور دوسری نصیحتوں کے علاوہ ایک یہ بھی نصیحت فرماتے کہ اپنے عقیدے میں پختگی رکھنا اور اسلاف کے طرز عمل کو نہ چھوڑنا۔ میرا اسٹیج پر آنا اور تقاریر کرنا یہ حافظ صاحب کا ہی صدقہ جاریہ ہے۔ ایوبی دور کے بعد سوشلزم کیلئے بھٹو تحریک زوروں پر تھی۔ عارف والا میں ایک عظیم کانفرنس میں حافظ صاحب نے خطاب کے لئے آنا تھا۔ میں بھی ان کے ہمراہ تھا ہزاروں کی تعداد میں لوگ حافظ صاحب کا خطاب سننے کے لئے جمع تھے۔ تلاوت اور نظم کے بعد حافظ صاحب نے میری تقریر کروائی وہ بڑا عجیب سماں تھا۔ میں نے نظام اسلام اور رد سوشلزم پر تقریر کی۔ بعد میں حضرت صاحب نے اسلام کی حقانیت پر ایک ولولہ انگیز خطاب فرمایا۔ دوران خطاب فرمایا بھٹو صاحب اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ ایک مسلمان کہلانے والا شخص ایک غیر محرم شاہین فاطمہ نامی عورت کو اپنے ساتھ رکھے۔ کہنے لگے فاطمہ' تیرا نام اس پاکیزہ خاتون کے نام پر ہے جس نے یہ وصیت کی تھی کہ جس طرح زندگی میں کسی غیر مرد نے میرا چہرہ نہیں دیکھا اسی طرح میری میت پر بھی کسی غیر مرد کی نگاہ نہ پڑے۔ اس پر رقعہ آیا کہ بھٹو کے ساتھ شاہین فاطمہ کا الیکشن کمپین پر نکلنا حرام ہے تو مولانا مودودی صاحب کا فاطمہ جناح کے ساتھ

نکلنا کیسے جائز ہو گیا۔

حافظ صاحب نے رقعہ پڑھا تو کہنے لگے جماعت اسلامی والو یہ اعتراض تم پر ہے اور تم نے ہی اس کا جواب دینا ہے۔ مگر وہ بے چارے کیا جواب دیتے۔ پھر کہنے لگے یہ اعتراض عبدالقادر پر کیا گیا ہے اور اہل حدیث اسٹیج پر کیا گیا ہے اس لئے اس کا جواب بھی عبدالقادر ہی دے گا۔ کہنے لگے عارف والا والے لوگو سنو! اللہ تعالیٰ نے بوڑھی عورتوں کے بارہ میں ارشاد فرمایا ہے:

والقواعد من النساء التی لا یرجون نکاحا فلیس علیھن جناح ان یضعن ثیابھن غیر متبرجٰت بزینة و ان یستعففن خیر لھن والله سمیع علیم۔

ترجمہ:- کہ اگر وہ بغیر زینت کے سادگی کے ساتھ بے پردہ بھی باہر نکل پڑیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

کہنے لگے' کہاں ایک جوان عورت اور کہاں ایک بوڑھی عورت۔ ویسے بھی فاطمہ جناح کو تم مادر ملت کہتے ہو (قوم کی ماں) ماں بیٹے کے ساتھ یا بیٹا ماں کے ساتھ چلے پھرے تو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ حافظ صاحب کا یہ جواب دینا تھا کہ فضا نعرہ تکبیر سے گونج اٹھی۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ کافی دیر تک نعرے تکبیر لگتے رہے اور جماعت اسلامی والوں نے کہا کہ حافظ صاحب نے آج ہماری ہی نہیں بلکہ تمام اہل اسلام کی نمائندگی کا حق ادا کر دیا ہے۔ یہ تو صرف ایک جلسے کی بات ہے اس طرح کی کئی مثالیں ہیں۔ جنہیں احاطہ تحریر میں لانا مشکل ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو میں اس پر اور بھی کچھ لکھوں گا۔ (انشاء اللہ)

حافظ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے حاضر جوابی کا وہ ملکہ عطا فرمایا تھا جو بڑے بڑے علماء میں مفقود تھا۔ شیر پنجاب مولانا ثناء اللہ صاحب امر تسری کے بعد حافظ عبدالقادر صاحب میدان مناظرہ کے شہسوار بنے۔ میں نے بہت سی کانفرنسیں اور جلسے دیکھے ہیں مگر کوئی بھی ایسا عالم نہیں دیکھا جس نے چھاتی پر ہاتھ مار کر کہا ہو کہ مسلک اہل حدیث کے کسی مسئلہ پر کسی نے گفتگو کرنی ہے تو کرے۔ یہ شرف حاصل تھا تو صرف اور صرف حافظ عبدالقادر روپڑی صاحب کو حاصل تھا۔ میں خود کئی مناظروں میں حافظ صاحب کے ساتھ رہا ہوں۔ مخالف فریق کے بڑے بڑے برجوں کے سامنے بھی وہ شیر کی طرح للکارتے رہے۔ پچھلے سال میں اخی المکرم حافظ عبدالغفار صاحب کے ساتھ روپڑی صاحب کی عیادت کے لئے ماڈل ٹاؤن پہنچا وہ کھانا کھا رہے تھے۔ مصافحہ کے بعد میں نے پوچھا کہ مجھے پہنچانا کہنے لگے کیوں نہیں۔ مولانا عطاء اللہ طارق گگو منڈی والے۔ میں نے کہا جی ہاں۔ علالت اور نقاہت دیکھ کر زبان سے دعائیہ جملے نکلے۔ اللھم اشف عبدك عبدالقادر۔ اللھم اشفه شفاء کاملا عاجلا لا یغادر سقما۔ میں نے کہا میں نے مسند ابی ہریرۃ "کتاب لکھی ہے اس پر اپنے تاثرات کا اظہار فرما دیں۔ مسودہ پکڑ کر کافی دیر پڑھتے رہے۔ پھر حافظ عبدالغفار کو کہنے لگے میری طرف سے تحسینی کلمات لکھ دینا۔ مجھے یہ حسرت ہی رہے گی کہ کاش وہ کتاب شائع ہونے کے بعد اسے دیکھ لیتے۔

حافظ اسماعیل ؒ صاحب اور بڑے حافظ صاحب کو تو بہت برس پہلے الوداع کہہ چکے تھے۔ ان کی ایک نشانی ہمارے پاس تھی وہ بھی ہم سے رخصت ہو گئی۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی بشری لغزشیں معاف فرمائے۔ ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے پس ماندگان خصوصاً صاحبزادہ عارف سلمان روپڑی' حافظ عبدالغفار روپڑی اور حافظ عبدالوہاب روپڑی کو صبر جمیل عطاء فرمائے اور صحیح معنوں میں ان کا جانشین بنائے۔ (آمین)

اللھم اجعل قبره روضة من ریاض الجنه وادخله برحمتك في عبادك الصالحین۔

رسول اکرم ﷺ بحیثیت معلم

اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر اپنے ایک عظیم احسان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: "لقد من الله علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم اٰیته و یزکیھم و یعلمھم الکتاب والحکمة." (آل عمران ۱۶۴) "بے شک مومنوں پر اللہ کا بہت بڑا احسان ہے کہ ان ہی میں سے ایک رسول ان میں بھیجا جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے' انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔" اس آیت کریمہ میں نبی کریم ﷺ کے تین اہم مناصب کا ذکر ہے۔ (۱) تلاوت آیات (۲) تعلیم کتاب و حکمت گویا بعثت محمدی کے عظیم ترین مقاصد میں سے ایک اہم مقصد تزکیہ نفوس بھی ہے۔ تزکیہ باب تفعیل کا مصدر ہے جس کے معنی صفائی اور اصلاح کے ہیں۔ گویا نبی کریم کی بعثت کا اہم مقصد یہ ہے کہ آپ لوگوں کے باطل عقائد کی اصلاح فرمائیں' انہیں برائیوں سے روک کر اعمال صالحہ کا خوگر بنائیں اور اعلیٰ اخلاق کا درس دیں اور لوگوں کے دلوں پر کفر و شرک' برائی' بے حیائی اور بد اخلاقی کا جو زنگ لگ گیا ہے۔ اس کو صاف کریں۔ (ماخوذ: مقالہ از مولانا عبدالرؤف ؒ رحمانی۔ جھنڈانگری)